–Save This Page as a PDF–

آستر کی کتاب

ایك مسیحی ک□ نقط□ نظر س□

میری بیٹی سارہ کے لیے جو بلا دعوت بادشاہ کے سامنے ضرور جائے گی اور اپنے خاندان کی حفاظت کے لیے اپنی جان خطرے میں ڈالے گی۔ اس کے پاس ملکہ کا دل ،ہمت اور حکمت ہے۔

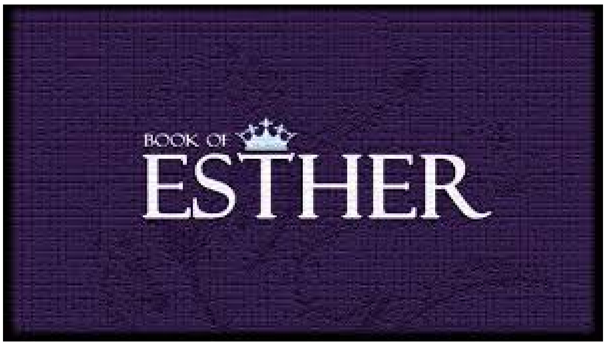

سب کو اچھی کہانی پسند ہے۔ اگر یہ کسی اپنے نصب کے بارے میں بتاتا ہے، انہیں اچھی روشنی میں دکھاتا ہے۔ ان کے مستقبل کو محفوظ بنانے کے لیے ان کی زندگی میں خدا کے کام کرنے کا ثبوت دیتا ہے تو اتنا ہی بہتر۔ یہ سب آستر کی کتاب میں سچ ہے اگرچہ خداوند کی پرووائڈنس کا کوئی ذکر نہیں کیا گیا۔ لیکن یہ واضح ہے کہ وہ پردے کے پیچھے ہر چیز کو ترتیب دے رہا ہے۔ ایک خوفناک قسمت کے ڈرامئی الٹ پلٹ نے جو پوری یہودی کو ختم کرنے کے لیے تیار لگ رہا تھا، انسانی مصنف کو اس قدر متاثر کیا کہ اس نے صدیوں کے لیے کہانی لکھی۔ یہ یہودی خاندانوں میں پہلے نمبر پر پسندیدہ ہے اور ایک روایتی رواج کے طور پر ہر سال پوریم میں پڑھا جاتا ہے۔ لیکن اس کے باوجود یہ بہت سے سوالات اٹھاۓجاتےہے۔ کیا خدا اب بھی قابو میں ہے؟ کیا وہ اب بھی اپنے لوگوں کی زندگیوں میں سرگرم ہے اور اپنے منصوبے پر عمل پیرا ہے یا اس نے اسرائیل کو چھوڑ دیا ہے۔ اس مہا کاوی کہانی کو راوی اپنی نسل کے لیے ان سوالات کا جواب دیتا ہے ۔

تاریخی ترتیب

یہ کتاب فارسی دور 331 -539)قبل از مسیح (میں واقعہ ہے۔ جب بہت سے اسرائیلی بابل کے جلاوطنی سے فلسطین کی سرزمین پر ہیکل کی کی تعمیر نو اور قربانی کے نظام کو قائم کرنے کے لیے واپس آئے تھے۔ تاہم، زیادہ تر اسرائیلی قیدیوں نے اپنے وطن واپس نہ جانے کا فیصلہ کیا۔ انھیں واپس آنا چاہیے تھا کیونکہ یہ یسعیاہ اور یرمیاہ دونوں نے جلاوطنی سے پہلے کی قوم کو بابل چھوڑنے کی تاکید کی تھی)یسعیاہ 20:48 ؛یرمیاہ 8:50 اور (6:51ستر سال بعد)یرمیاہ(10:29تاکہ خداوند

اُن کو پرکٹ دے سکے(استثنا28) ۔ **آستر اور مرد کی** ملک واپس نہ آئے تھے اور انہیں ایسا کرنے میں کوئی دلچسپی نظر نہیں **آئی** تھی ۔ زیر کسس نام یونانی زبان میں فارسی خشیارشن سے ماخوذ ہے، لیکن یہودی اسے **اخسویرس** کہتے تھے۔ وہ 486 قبل مسیح میں اپنے والد دارا اول کے بعد تخت نشین ہوا اور ایک مضبوط اور موثر رہنما تھا۔ آستر میں واقعات **عزرا6 اور 7** کے درمیان واقع ہوتے ہیں۔ اور کم سے کم 10 سال کی مدت میں توسیع کرتے ہیں۔ 483 قبل از مسیح سے **اخسویرس** کا تیسرا سال**(آستر3:1)**اس کے بارہویں سال کے اختتام تک**(آستر7:3)**اس وقت جب **اخسویرس** تخت نشین ہوا۔ فارس یونانیوں کے ساتھ ان کی مغربی سرحد پر تنازعے میں تھا۔ بادشاہ کے والد دارا اوّل کو ایتھنز پر قبضہ کرنے کی کوشش میں شکست ہوئی تھی ۔فارس کی سلطنت یونانیوں کے خلاف اپنی اگلی مہم کی تیاری میں مصروف تھی۔

بادشاہ اخسویرس

یونانی مورخ ہیرو ڈوٹس جو اس وقت پیدا ہوا تھا جب **اخسویرس** تخت نشین ہوا تھا، اُس نے یونان اور فارس کے درمیان جنگوں کی تاریخ لکھی۔ اس کی کتاب کا تقریبا انتہائی حصہ **اخسویرس** کے دور حکومت سے متعلق ہے۔۔۔ ہیرو ڈوٹس نے سے ہر طرح سے جرات مندانہ مہتواکانکشی خوبصورت ،باوقار اور خود غرض قرار دیا ۔ایک موقع پر وہ اپنے بھائی ماسٹس کی بیوی کی طرف راغب ہوا ۔جب اس نے اسے انکار کیا تو **اخسویرس** نے اپنی بیٹی آرتائنٹے کی شادی اپنے بیٹے دارا دوم سے کر دی اور پھر خود آرتائنٹے کو بہکایا، **بادشاہ نے** اپنی بیوی کو آرتائنٹے کی ماں سے بدلے لینے کی اجازت دی ،اور جب ماسسٹس نے مقابلہ کیا تو **اخسویرس** نے اپنے بھائی اور بھتیجوں کو ان کی فوج کے ساتھ قتل کر دیا۔

یہ وہی **بادشاہ** تھا جس نے ہیلسپونٹ پر پل بنانے کا حکم دیا تھا۔ لیکن یہ جان کر کہ یہ پل اس کی تکمیل کے فورا بعد سمندری طوفان سے تباہ ہو گیا تھا۔ وہ اتنا اندھا غصے میں تھا کہ سمندر پر لعنت کے 300 جھٹکے مارنے کا حکم دیا ،اور ہیلسپونٹ اس میں ایک جوڑی زنجیروں کو پھینکنے کا حکم دیا۔ پھر پل کے بدقسمت معماروں کا سر قلم کر دیا ۔

وہ یا تو آپ کا سب سے اچھا دوست تھا یا آپ کا بدترین دشمن۔ لیڈ یا کے پائیتھیوس کی طرف سے ایک ایک فوجی مہم کے اخراجات کے لیے دسیوں ملین ڈالر کے برابر سونے کی کے پائوتھوس کی طرف سے ایک ایک فوجی مہم کے اخراجات کے لیے دیسوں ملین ڈالرکی کے برابر سونے کی پیشکش کیے جانے کے بعد **بادشاہ** اتنا خوش ہوا کہ اس نے ایک فراخدلی تحفے کے ساتھ سونا واپس کر دیا۔ لیکن کچھ ہی دیر بعد، جب اسی پائیتھیوس نے **اخسویرس** سے درخواست کی کہ وہ اپنے بڑے بیٹے کو جو اس کے بڑھاپے میں اس کا واحد سہارا تھا پھانسی سے بچائے، تو **بادشاہ** نے غصے سے بیٹے کو آدھے حصے میں کاٹنے اور فوج کو آدھے حصوں کے درمیان مارچ کرنے کا حکم دیا۔ مختصرا ہیرودوتس کی **اخسویرس** کی تصویر کشی بالکل وہی ہے جو ہمیں آسترکی کتاب میں ملتی ہے جتنا اس کے اعمال ہمیں ناقابل یقین لگ سکتے ہیں۔

منفرد خصوصیات

جس طرح **آستر** کی یہودیت کو زیادہ تر کتاب کے لیے چھاپا گیا تھا، اسی طرح **خدا** کا نام بھی چھپا ہوا

ہے ۔گویا خاص طور پڑی یہودیوں کے لیے بنائے گئے کوڑمیں لکھا گیا ہے، خداوند کا نام عمرانی متن میں ان لوگوں کے لیے چار باڑ چھپا ہوا ہے۔جو اسے تلاش کرنے کے کا خیال رکھیں گے ۔جیسے تفسیر میں مزید وضاحت کی جائے گی کہ خداوند13:5،4:5،20:1 اور7:7 میں پوشیدہ ہے۔ دیگر منفرد خصوصیت اس حقیقت میں نظر آتی ہے کہ تجدید شدہ عہد نامہ میں آستر کی کتاب کا حوالہ نہیں دیا گیا اور نہ ہی اس کی کاپیاں بحیرہ مردار کے طومار میں پائی گئی ہیں۔ کتاب میں تو رایت یا اس کی قربانیوں کا بھی ذکر نہیں کیا گیا ہے ۔کتاب میں ایک چھوٹے سے معجزے کا بھی ذکر نہیں ہے ۔عبادت کا بھی ذکر نہیں کیا جاتا حالانکہ روزہ رکھا جاتا ہے ۔جالاوطنی کے بعد دوسری کتابوں میں عبادت کا مرکزی کرداربہت اہم ہے)عزرا اورنحمیاہ اچھی مثالیں ہیں(۔ لیکن آسترمیں اس کے بارے میں کچھ نہیں کہا گیا ہے۔ میرے خیال میں یہ کہنا مناسب ہے کہ ایسا لگتا ہے کہ آستر اور مرد کی دونوں میں روحانی شعور کی کمی تھی سوا ئے اس یقین کے خداوند اپنے لوگوں کی حفاظت کرے گا۔

مطلوب سامعین

آستر کے اصل وصول کنندگان کو جاننے سے ہمیں کتاب کی تشریح کرنے میں مدد ملتی ہے۔ آستر میں کئی تاریخیں شامل ہے، جو اس بیان کو سلطنت فارس کے ایک مخصوص وقت سے جوڑتی ہے ۔لیکن اس کے مطلوبہ سامعین کے بارے میں کوئی واضح ثبوت نہیں ہے ۔کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ یہ کتاب فارس میں لکھی گئی تھی اور اسے واپس فلسطین لے جایا گیا، جہاں اسے بائبل کی کتابوں کے مجموعے میں شامل کیا گیا۔ تاہم ،زیادہ امکان ہیں کہ مصنف فلسطین میں رہتا تھا اور اس نے ان واقعات کو کے بارے میں اپنا بیان لکھا جو اس نے فارس کی سلطنت میں یہودیوں کے فائدے کے لیے دیکھے تھے جو ملک کے اندر اور باہر دونوں جگہ رہتے تھے ۔تحریر کے وقت فلسطین میں یہودی اپنی قوم کی تعمیر نو اور ہیکل کی عبادت کو دوبارہ قائم کرنے کی جدوجہد میں مشکل وقت گزار رہے تھے۔ لوگ اچھی روحانی حالت میں نہیں تھے ۔یقینا عزرہ اور نحمیاہ دونوں نے اپنی قوم کی نچلی حالت کی وجہ دریافت کی لوگ خدا کے کلام کی پیروی نہیں کر رہے تھے اور اس وجہ سے خداکی برکت کے وعدے کی بجائے اُس کی لعنت کے تحت تھے)استثنا28-30(تب آستر کی کتاب ان جدوجہد کرنے والے یہودیوں کے لیے لیے ایک بری حوصلہ افزائی ثابت ہو ئی۔ اس سے انہیں یہ سمجھنے میں مدد ملتی کہ اس پاس کے دشمن جواتنے زبردست لگتے تھے ۔وہ انھیں کبھی فتح نہیں کر سکتے تھے ۔

مُصنف اور تاریخ

آستر کا مصنف نامعلوم ہے، لیکن وہ تقریبا یقینی طور پر فارسی سلطنت میں رہنے والا ایک یہودی تھا۔ شاید سوسا بھی کیونکہ اسے فارسی رسول و رواج کا اتنا ہی درست علم تھا جتنا کہ جدید اثارقدیمہ کے ماہرین کاہے۔ تلمود کا کہنا ہے کہ عظیم عبادت خانہ کے لوگ اس کے مصنف تھے ۔جبکہ موجودہ یہودی خیال یہ ہے کہ آستر نے خود اسے لکھا تھا۔ اسی وجہ سے اسے آستر کا طومار کہا جاتا ہے۔ لیکن امکان سے زیادہ مصنف ایک واحد شخص تھا ، ضروری نہیں کہ وہ اس وقت مشہور ہو۔مصنف سوسا کے قلعے کے بارے میں اس کی تفصیل بہت درست تھی اس بیان میں ایک ایسے شخص کی تمام خصوصیات ہیں جو اصل میں وہاں موجود تھا کیونکہ اس نے واقعات کو ایک عینی شاہد کے طور پر بیان کیا تھا۔ ایک طرف اس نے شاید 465 قبل از مسیح میں اخسویر س کی موت

کے بعد لکھا تھا ۔کیونکہ جب بادشاہ کی اس طرح کی بے تکلف وضاحت سے خود **مرد کی یا آستر** کو خطرہ نہیں ہوتا۔ دوسری طرف اس نے تقریبا یقینی طور پر 331 قبل از مسیح میں سکندر اعظم کے فارسی سلطنت کو فتح کرنے سے پہلے لکھا تھا۔ کیونکہ اس نے فارسی الفاظ اکثر استعمال کیے تھےمگریونانی الفاظ کبھی نہیں ۔

کتاب کا مقصد

آستر کو واپس انے والے یہودی جلا وطنوں کی حوصلہ افزائی کے لیے لکھا گیا تھا۔ تاکہ انہیں **خداوند** کی کی وفاداری کی یاد دلائی جا سکے جو قوم سے کیے گئے اپنے وعدوں کو پورا کرے گا ۔مصنف **خدا** کی طرف سے اپنے لوگوں یہاں تک کہ **آستر اور مرد کی** جیسے نافرمان لوگوں کے تحفظ کو بیان کر رہا تھا۔ جو سرزمین فلسطین واپس نہیں آئے تھے۔ انسانی مصنف نے یہ بھی بتایا کہ **پوریم** کی دعوت کیسے شروع ہوئی۔ ہر بار **آستر** کی کتاب پڑھی جاتی ،تو اس سے ملک میں تاریکین وطن میں یہودیوں کی حوصلہ افزائی ہوتی۔

آستر کی کتاب آج بھی یہودیوں کے لیے قیمتی ہے۔ اور پوریم کی عبادت خانوں میں ہر سال پڑھی جاتی ہے۔ کیونکہ انہیں اس میں یہ یقین ملتا ہے کہ وہ ان طاقتوں کے خلاف ایک قوم کو کے طور پر زندہ رہیں گے جو انہیں تباہ کرنا چاہتی یہودی عوام کے لیے اس کی عصری اہمیت رابرٹ گورڈس کے الفاظ میں واضح ہے۔

یہود مخالفین نے ہمیشہ اس کتاب سے نفرت کی ہے ،اور نازیوں نے شمشان گاہوں اور راستی کیمپوں میں اسے پڑھنے سے منع کیا ہے۔ ان کی موت سے پہلے کی تاریك دونوں میں آشوٹز، ڈچاؤ، بیرجن بیلسن یہودی قیدیوں نے **آستر کی کتاب** یاد سے لکھی اور اسے **پریم** پر خفیہ طور پر پڑھا ہو۔ اور ان کے سفاک دشمن دونوں اس کے پیغام کو سمجھتے تھے ۔یہ ناقابل فراموش کتاب یہودی مزاحمت اور تباہی کی تعلیم دیتی ہے، پھر اب کی طرح خدا کی خدمت اور اس کے مقصد کے لیے عقیدت کی نمائندگی کرتی ہے ۔ ہر دور میں شہداء اور ہیروز کے ساتھ ساتھ اپ گردوں اور عورتوں میں اس میں نہ صرف ماضی کی نجات کا ریکارڈ دیکھا ہے بلکہ مستقبل کی نجات کی پیشن گو **ئی بھی دیکھی ہے۔**